علم غیب کی نسبت . نبی کریم کی طرف کرنا گناہ

بقلم :- محمد معاذ حنفی شولاپوری
متعلم دارلعلوم دیوبند الہند

یاد رکھیں......

علم غیب اسی علم کو کہاجاتا ہے جو کلی ہو اور ذاتی ہو .
(جو علم جزئی ہو یا عطائی ہو تو اس پر علم غیب کا اطلاق کرنا درست نہیں ہوگا. ہاں اگر لغوی معنی میں استعمال کیا جائے تو ٹھیک ہے کیونکہ لغت میں بعض علم کو بھی علم غیب کہاجاتا ہے)

(الفضل ما شہدت بہ الاعداء)

1. فاضل بریلوی لکھتا ہے کہ : علم جبکہ مطلق ہو خصوصاً جب غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے؛

(ملفوظات اعلی حضرت. ص. 317)

2. مفتی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں
: نبی کریم کے لیے علم غیب کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہیے اور آج تک کسی عالم یا مفسر نے علم غیب کا استعمال نبی پاک کے لیے نہیں کیا ہے؛

(غایۃ المامول . ص. 347)

3. مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں
:جو علم عطائی ہو وہ غیب ہی نہیں کہا جاتا غیب صرف ذاتی کو کہتے ہیں؛

(جاء الحق. ص. 97)

4. علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں
: علم جب مطلق بولا جاے تو اس سے مراد ذاتی ہوتا ہے ؛

(حاشیہ شرح مسلم. ص. 110)

5. غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں
اللہ تعالی کے غیر کے لیے علم غیب کا اطلاق کرنا اسلیے جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ علم کا تعلق ابتداءً ہے تو یہ قرآن مجید کے خلاف ہوگا

(نغمۃ الباری . ص. 273)

6. مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں
: نبی کریم نے غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا. آگے چلکر لکھتے ہیں .
شارحین نے کہا ہے کہ اس واقعہ میں علم غیب کی نسبت حضور کی طرف ہے اسلیے نبی کریم کو پسند نا آئی ؛

(جاء الحق. ص. 115،116)

اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب کی نسبت نبی پاک کی طرف کرنا نبی کریم کو ناپسند ہے اور نا کرنا پسندیدہ ہے

اب دیکھے.

7. قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی لکھتے ہیں

: جو اللہ اور رسول کی ناپسندیدہ چیزوں کا ارتکاب کرتے ہیں وہ نبی پاک کو ایذا دیتے ہیں اور انکے لیے دنیا و آخرت میں لعنت ہے

(تفسیر مظہری. ج. 7. ص. 380)

8. اور مفتی حنیف قریشی لکھتا ہے کہ.

نبی کریم کو ایذا دینے والا کافر ہے . اور نبی کی پسند کو ناپسند کرنے والا کافر ہے

(غازی ممتاز حسین قادری. ص. 201 اور 291.)

نوٹ :- ہم نے بس الزامی دلائل نقل کیے ہیں . ورنہ تو دلائل کا انبار موجود ہے.

(اور ہم ہر ایک حوالے کے ذمہ دار ہیں)

الغرض یہ بات بریلویوں کو بھی تسلیم ہے کہ نبی کریم کے لیے علم غیب کا استعمال کرنا غلط اور نبی پاک کو ناپسند ہے اور اس سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے تو پھر ہم کیوں کر نبی پاک کے لیے علم غیب کا استعمال کرکے نبی کریم کو تکلیف دیں .

اب جسکے جی میں آے وہ لیں اس سے روشنی ؛ ہم نے تو دیا جلاکر سرعام رکھ دیا

دعا کا طالب.

خاک پاے علماۓ دیوبند

محمد معاذ حنفی شولاپور 9158441882

سے ممتاز ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نورِ ہدایت کے ساتھ ساتھ نورِ حسی بھی عطا فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کا چہرہ اقدس انتہائی روشن اور نورانی تھا اور زمین پر آپ کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔

میں نے یہ تمام کوشش صرف اس لیے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور آپ کی حقیقت کے بارے میں جو لوگ افراط اور تفریط پر مبنی نظریات کے شکار ہیں ان کی اصلاح ہو جائے، اللہ العالمین میری اس تحریر کو لوگوں کے لیے مؤثر اور نافع بنا اور میری مغفرت فرما اور مجھے دارین کی سعادت عطا فرما، مجھے اس شرح کو مکمل کرنے کی توفیق دے اور اس شرح کو قبول دوام عطا فرما۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

مخلوق کی طرف علم غیب کی نسبت کرنے کی تحقیق

علامہ نووی، علامہ کرمانی، علامہ عسقلانی، علامہ عینی اور دیگر علماء نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بر تقاضاء بشریت غیب کا علم نہیں تھا۔ اس مسئلہ میں علماء اہل سنت کا یہ موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے زیادہ غیب کا علم عطا فرمایا ہے لیکن مطلقاً یہ کہنا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے" دو وجہ سے درست نہیں ہے اول اس لیے کہ یہ قول ظاہر قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید نے اللہ کے غیر سے مطلقاً علم غیب کی نفی کی ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ جب مطلقاً علم کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد علم بالذات ہوتا ہے۔ اس لیے یوں کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے یا یوں کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض علوم غیبیہ عطا کیے گئے اور کسی مخلوق کی طرف مطلقاً علم غیب کی نسبت کرنا درست نہیں ہے اسی طرح کسی کو عالم الغیب کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔

امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں:

علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جبکہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تشریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے، کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔ [1]

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ جب مطلقاً علم غیب بولا جائے تو اس سے ذاتی علم غیب مراد ہوتا ہے اور قرآن اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں علم غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے ذاتی علم غیب مراد ہے، اور چونکہ مطلقاً علم غیب سے ذاتی علم غیب مراد ہوتا ہے اس لیے مطلقاً یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے مسئلہ علم غیب کی نفیس تحقیق کی ہے، قارئین کی علمی ضیافت کے لیے ہم اس کو یہاں بیان کر رہے ہیں: علامہ شامی لکھتے ہیں: فقہاء احناف نے اپنی مستند کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص نے اپنے لیے علم غیب کا دعویٰ کیا وہ کافر ہو گیا، فتاویٰ خانیہ میں ہے "جس شخص نے الو کی آواز سن کر کہا ایک آدمی مر جائے گا اس کے متعلق بعض فقہاء نے کہا وہ

---

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، الملفوظ ج ۳ ص ۴۷، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

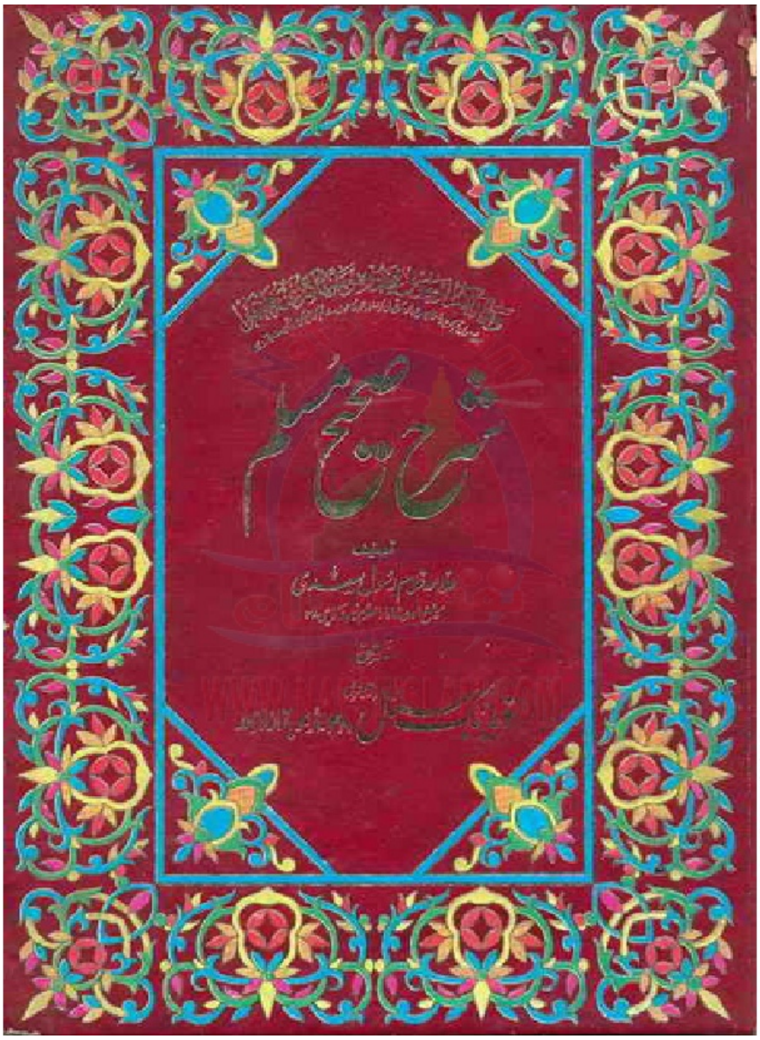

اور بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ بہت سی باتیں خدا نے بندوں کو نہ بتائیں۔ سوال کے باوجود مخفی رکھا۔ بہت سی چیزوں کے متعلق پروردگار عالم فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا اس کو بھی علم نہیں۔ ایک حدیث صحیح قطعی الدلالت ایسی لاؤ۔ جس میں عطائے علم غیب کی نفی ہو۔ مگر انشاء اللہ نہ لا سکیں گے۔ یہ جواب نہایت کافی تھا۔ مگر پھر بھی اُن کی مشہور احادیث عرض کرکے جواب عرض کرتا ہوں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق ؛

(۱) مشکوٰۃ باب اعلان النکاح کی پہلی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام ایک نکاح میں تشریف لے گئے جہاں انصار کی کچھ بچیاں دف بجا کر جنگ بدر کے مقتولین کے مرثیہ کے گیت گانے لگیں۔ اُن میں سے کسی نے یہ مصرع پڑھا وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔ تو علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ چھوڑ دو۔ وہ ہی گائے جاؤ جو پہلے گا رہی تھیں ؛

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا اگر ہوتا تو آپ ان کو یہ کہنے سے نہ روکتے۔ سچی بات سے کیوں روکا؟

جواب۔ اولاً تو غور کرنا چاہیے کہ یہ مصرع خود اُن بچیوں نے تو بنایا ہی نہیں۔ کیونکہ بچیوں کو شعر بنانا نہیں آتا۔ اور نہ کسی کافر و مشرک نے بنایا۔ وہ حضور علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے تھے۔ لامحالہ یہ کسی صحابی کا شعر ہے۔ بتاؤ وہ شعر بنانے والے صحابی معاذ اللہ مشرک ہیں یا نہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے نہ تو اس شعر بنانے والے کو بُرا کہا نہ شعر کی مذمت کی بلکہ اس کو گانے سے روکا کیوں روکا؟ چار وجہ سے اولاً تو یہ کہ اگر کوئی ہمارے سامنے ہماری تعریف کرے۔ تو بطور انکسار کہتے ہیں۔ ارے میاں! یہ باتیں چھوڑو، وہ ہی باتیں کرو۔ یہ بھی انکساراً فرمایا۔ دوم یہ کہ کھیل کود، گانے بجانے کے درمیان نعت کے اشعار پڑھنے سے ممانعت فرمائی۔ اس کے لئے ادب چاہیے۔ تیسرے یہ کہ غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا۔ چوتھے یہ کہ مرثیہ کے درمیان نعت ہونا ناپسند فرمایا۔ جیسا کہ آجکل نعت خواں کرتے ہیں۔ کہ نعت و مرثیہ کو ملا کر پڑھتے ہیں ؛

مرقاۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے لِكَرَاهَةِ نِسْبَةِ عِلْمِ الْغَيْبِ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِنَّمَا يَعْلَمُ الرَّسُوْلُ مِنَ الْغَيْبِ مَا أَعْلَمَهُ أَوْ لِكَرَاهَةِ أَنْ يُذْكَرَ فِيْ أَثْنَاءِ ضَرْبِ الدُّفِّ وَأَثْنَاءِ مَرْثِيَّةِ الْقَتْلٰى لِعُلُوِّ مَنْصَبِهٖ عَنْ ذٰلِكَ منع فرمایا علم کی نسبت اپنی طرف کرنے کو کیونکہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور رسول وہ ہی غیب جانتے ہیں جو اللہ بتائے یا یہ ناپسند کیا کہ آپ کا ذکر دف بجانے میں یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان کیا جاوے کیونکہ آپ کا درجہ اس سے اعلیٰ ہے ؛

نکتہ۔ اس آیت سے یہ تو معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے پاس غیب کی کُنجیاں ہیں۔ اب یہ سوال ہے کہ اس کُنجی سے کسی کے لئے دروازہ غیب کھولا بھی گیا یا نہیں؟ یا کسی کو کوئی کُنجی دی گئی یا نہیں؟ اس کا جواب قرآن و حدیث سے پوچھو۔ قرآن فرماتا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ہم نے آپ کے لئے ظاہر طور پر کھول دیا کیا کھول دیا؟ اس کی نفیس توجیہیں ہماری کتاب شان حبیب الرحمن بآیات القرآن میں دیکھو۔

قفل اور کُنجی میں وہ ہی چیز رکھی جاتی ہے جو کھول کر نکالنی ہو اور جسے کھول کر نکالنا نہ ہو وہ زمین میں دفن کر دی جاتی ہے۔ پتہ لگا کہ غیب دینا تھا اس لئے کُنجی میں رکھا۔

حدیث میں ہے اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھ کو زمین کے خزانوں کی کُنجیاں دے دی گئیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کُنجی بھی دی گئی اور آپ کے لئے فتح باب بھی ہوا۔

(۴) قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔

اس آیت کے بھی مفسرین نے دو مطلب بیان فرمائے غیب ذاتی کوئی نہیں جانتا۔ کل غیب کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر انموذج جلیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے مَعْنَاہُ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ بِلَا دَلِیْلٍ اِلَّا اللّٰہُ اَوْ بِلَا تَعْلِیْمٍ اَوْ جَمِیْعَ الْغَیْبِ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت وَالْغَیْبُ مَا لَمْ یَقُمْ عَلَیْہِ دَلِیْلٌ وَّلَا اَطَّلَعَ عَلَیْہِ مَخْلُوْقٌ غیب وہ ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور کسی مخلوق کو اس پر مطلع نہ کیا گیا ہو۔

مدارک کی اس توجیہ سے معلوم ہوا کہ ان کی اصطلاح میں جو علم عطائی ہو وہ غیب ہی نہیں کہا جاتا غیب صرف ذاتی کو کہتے ہیں۔ اب کوئی اشکال ہی نہیں رہا۔ جن آیات میں غیب کی نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے۔

اسی آیت کے کچھ آگے ہے۔ مَا مِنْ غَائِبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ جس سے معلوم ہوا کہ ہر غیب لوح محفوظ یا قرآن میں موجود ہے۔

فتاویٰ امام نووی مَا مَعْنٰی قَوْلِ اللّٰہِ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَاَشْبَاہِ ذٰلِکَ مَعَ اَنَّہٗ قَدْ عُلِمَ مَا فِیْ غَدٍ وَالْجَوَابُ مَعْنَاہُ لَا یَعْلَمُ ذٰلِکَ اِسْتِقْلَالًا وَاَمَّا الْمُعْجِزَاتُ وَالْکَرَامَاتُ

صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ کی تفسیر کے ذیل میں اس کی مکمل تنقیح ہو چکی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ بے شک جو لوگ اللہ کو اذیت دیتے ہیں۔

بغوی نے لکھا ہے ان لوگوں سے مراد ہیں یہودی، عیسائی اور مشرک یہودی تو کہتے تھے عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اور اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ اور عیسائی کہتے تھے اَلْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ اور کہتے تھے اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ اور مشرک کہتے تھے ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور بت معبود ہونے میں اللہ کے ساجھی ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے ارشاد فرمایا ہے آدم کے بیٹے نے میری تکذیب کی اور اس کو ایسا کرنا جائز نہ تھا اور آدم کے بیٹے نے مجھے گالی دی اور اس کے لئے یہ جائز نہ تھا میری تکذیب تو یہ ہوئی کہ وہ کہتا ہے جس طرح خدا نے مجھے پہلی بار پیدا کیا ایسا دوبارہ نہیں کرے گا حالانکہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے آسان نہیں ہے اور میرے لئے گالی یہ ہوئی کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنی اولاد بنائی ہے حالانکہ میں احد ہوں بے نیاز ہوں نہ کسی کا والد ہوں نہ کسی کا مولود میرا کفو کوئی نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت اس طرح ہے اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ (میرے متعلق) کہتا ہے کہ میری اولاد ہے حالانکہ میں اس سے پاک ہوں کہ کسی کو اپنی بیوی بناؤں یا اولاد۔ رواہ البخاری۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے۔ آدم کا بیٹا دہر (زمانہ) کو گالی دے کر مجھے دکھ دیتا ہے حالانکہ میں ہی دہر (کا حکمران) ہوں میرے ہی ہاتھوں میں حکم دینا ہے میں ہی رات دن کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔ متفق علیہ

بعض نے کہا اللہ کو اذیت پہنچانے سے مراد ہے اللہ کے اسماء و صفات میں کج روی اختیار کرنا (کیونکہ اللہ کو اذیت پہنچانا اور اللہ کا اذیت پانا ممکن نہیں راحت و تکلیف کا احساس تو جسمانی خواص میں شامل ہے اللہ ہر تاثر سے پاک ہے۔ مترجم)

عکرمہ نے کہا وہ (خدا کو اذیت دینے والے) مصور ہیں (یعنی اَلَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ سے مراد مصور ہیں)

ابوزرعہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا حضرت ابوہریرہؓ نے کہا میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا اللہ فرماتا ہے اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون جو میری تخلیق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے ایک چھوٹی چیونٹی تو بنالیں ایک دانہ یا ایک جو تو بنائیں۔ متفق علیہ۔

بخاری نے حضرت ابن عباسؓ کا قول لکھا ہے کہ جو شخص کوئی تصویر بنائے گا اللہ (قیامت کے دن) اس کو عذاب دے گا کہ وہ اس کے اندر جان ڈالے اور جان تو کبھی نہیں ڈال سکے گا (اس لئے عذاب سے بھی کبھی نہیں چھوٹے گا)

بعض علماء کا قول ہے کہ اذیت سے مراد ہے گناہوں کا ارتکاب اور اللہ کے احکام کی مخالفت حقیقی معنی مراد نہیں اللہ تو ہر دکھ (سکھ) سے پاک ہے کلام کی بناء عرف عام پر ہے (آپس میں لوگ حکم کی خلاف ورزی کو ایذا دہی سے تعبیر کر لیتے ہیں)

وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کو۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے چہرہ کو زخمی کر دیا حضور کا دانت توڑ دیا کسی نے ساحر کہا کسی نے شاعر کسی نے دیوانہ پاگل (یہ سب اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دینے کی صورتیں تھیں) یہ تشریح ان لوگوں کی نظر میں صحیح ہوگی جو (ایک وقت میں) ایک لفظ کا دو معنی پر اطلاق جائز قرار دیتے ہیں۔ (اللہ کو ایذا پہنچانے کا مفہوم کچھ اور ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کو دکھ دینے کا مطلب اور ہے یہ لفظ يُؤْذُوْنَ ایک ہی ہے) جمہور کے نزدیک (يُؤْذُوْنَ کا ایک ہی معنی مراد ہے) مطلب یہ ہے کہ ایسے کام کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو ناپسند ہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایذاء اللہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے اظہار کے لئے کیا گیا ہو يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ کا معنی يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ہی ہو گویا جس نے اللہ کے رسول کو دکھ پہنچایا اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی۔

ابن ابی حاتم نے بطریق عوفی حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت صفیہ بنت حیی

سے ممتاز ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نورِ ہدایت کے ساتھ ساتھ نورِ حسی بھی عطا فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کا چہرہ اقدس انتہائی روشن اور نورانی تھا اور زمین پر آپ کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔

میں نے یہ تمام کوشش صرف اس لیے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور آپ کی حقیقت کے بارے میں جو لوگ افراط اور تفریط پر مبنی نظریات کے شکار ہیں ان کی اصلاح ہو جائے، الہ العالمین میری اس تحریر کو لوگوں کے لیے مؤثر اور نافع بنا اور میری مغفرت فرما اور مجھے دارین کی سعادت عطا فرما، مجھے اس شرح کو مکمل کرنے کی توفیق دے اور اس شرح کو قبول دوام عطا فرما۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

مخلوق کی طرف علم غیب کی نسبت کرنے کی تحقیق

علامہ نووی، علامہ کرمانی، علامہ عسقلانی، علامہ عینی اور دیگر علماء نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ تقاضاء بشریت غیب کا علم نہیں تھا۔ اس مسئلہ میں علماء اہل سنت کا یہ موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے زیادہ غیب کا علم عطا فرمایا ہے لیکن مطلقاً یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے" دو وجہ سے درست نہیں ہے اول اس لیے کہ یہ قول ظاہر قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید نے اللہ کے غیر سے مطلقاً علم غیب کی نفی کی ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ جب مطلقاً علم کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد علم بالذات ہوتا ہے۔ اس لیے یوں کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے یا یوں کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض علوم غیبیہ عطا کیے گئے، اور کسی مخلوق کی طرف مطلقاً علم غیب کی نسبت کرنا درست نہیں ہے اسی طرح کسی کو عالم الغیب کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔

امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں:

علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جبکہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تصریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے، کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔[۱]

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ جب مطلقاً علم غیب بولا جائے تو اس سے ذاتی علم غیب مراد ہوتا ہے اور قرآن اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں علم غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے ذاتی علم غیب مراد ہے، اور چونکہ مطلقاً علم غیب سے ذاتی علم غیب مراد ہوتا ہے اس لیے مطلقاً یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے مسئلہ علم غیب کی نفیس تحقیق کی ہے، قارئین کی علمی ضیافت کے لیے ہم اس کو یہاں بیان کر رہے ہیں: علامہ شامی لکھتے ہیں: فقہاء احناف نے اپنی مستند کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص نے اپنے لیے علم غیب کا دعویٰ کیا وہ کافر ہو گیا، فتاویٰ خانیہ میں ہے "جس شخص نے الو کی آواز سن کر کہا ایک آدمی مر جائے گا اس کے متعلق بعض فقہاء نے کہا وہ

۱۔ امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، الملفوظ ج ۳ ص ۴۴، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

گورنر تاثیر کے کفر کی دوسری وجہ:

گورنر کا قانون انسداد توہین رسالت کو کالا قانون، ظالمانہ اور خلاف انسانیت قرار دینا اس قانون کی تحقیر اور استہزاء ہے اور تحقیر و استہزاء ہونا بداھتاً ثابت ہے۔ اس لئے کسی بھی ملک کے قانون کو کالا قانون قرار دینا اس ملک کے آئین کا مذاق اڑانا ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی ملکی قانون کو کالا قرار دے ڈالے تو اس کو تعزیر کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

چونکہ قانون انسداد توہین رسالت کتاب و سنت کے عین مطابق اور کتاب و سنت کی صراحت سے بننے والا قانون ہے اور اس پر پوری امت مسلمہ متفق ہے کہ گستاخ رسول کی سزاء موت ہے اس قانون کی تحقیر قرآن و سنت کی تحقیر و تنقیص ہے۔ قانون توہین رسالت کے تحت دی جانے والی سزا شرعی سزاء ہے اور اسے ظالمانہ یا خلاف انسانیت قرار دینا یہ صراحتاً قرآن و سنت کی توہین ہے اور شریعت مطہرہ کی توہین کرنا اور اس کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

شرح عقائد میں ہے: والاستهانة بها كفر والاستهزاء على الشريعة كفر لان ذلك من امارات التكذيب (شرح عقائد 168)

یعنی شریعت کی توہین کرنا اس کے ساتھ مذاق اڑانا کفر ہے اس لئے کہ ایسا کرنا شریعت کو جھٹلانا ہے۔

حضور ﷺ کی پسند کو ناپسند کرنے والا کافر ہے:

اس میں آئمہ اربعہ اور علمائے ملت اور کسی مومن کو شک نہیں ہو سکتا کہ جو شخص نبی علیہ السلام کی کسی پسند کو استخفافاً ناپسند قرار دے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے نبی کریم ﷺ کو کدو شریف پسند تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ حضرت قاضی ابو یوسف دستر خوان پر کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اسی دوران بیان کیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کدو کو پسند فرماتے تھے۔ یہ بات سننے کے بعد درباریوں میں سے کسی شخص نے کہا "میں کدو پسند نہیں کرتا" امام ابو یوسف نے ہارون الرشید سے کہا اس شخص نے کفر کا ارتکاب کیا ہے پس اگر یہ توبہ کر کے دوبارہ کلمہ شریف پڑھ لے تو

لبیک یا رسول اللہ

ناموسِ نبی ﷺ پہ مٹنے والے کل بھی تھے اور آج بھی ہیں

محافظ ناموس رسالت

غازی ممتاز حسین قادری

از قلم

حضرت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی قادری

ناشر

شباب اسلامی پاکستان

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

يُصَلُّوْنَ	عَلَى	النَّبِيِّ	يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	صَلُّوْا	عَلَيْهِ	وَسَلِّمُوْا
درود بھیجتے ہیں	اوپر	غیب بتانے والے نبی کے	اے	وہ جو	ایمان لائے ہو	درود بھیجو	اُن پر	اور سلام بھیجو

… ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب

تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا

تَسْلِيْمًا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	يُؤْذُوْنَ	اللّٰهَ	وَ	رَسُوْلَهٗ	لَعَنَهُمُ	اللّٰهُ	فِي الدُّنْيَا
سلام کہنا	بیشک	وہ جو	تکلیف دیتے ہیں	اللہ کو	اور	اسکے رسول کو	لعنت ہے ان پر	اللہ کی	دنیا میں

سلام بھیجو۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے

وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَ	الْاٰخِرَةِ	وَ	اَعَدَّ	لَهُمْ	عَذَابًا	مُّهِيْنًا	وَ	الَّذِيْنَ	يُؤْذُوْنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ
اور	آخرت میں	اور	تیار کیا ہے	ان کیلئے	عذاب	ذلیل کرنے والا	اور	وہ جو	ستاتے ہیں	مومنوں کو

اور ان کیلئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو

وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ ع

وَ	الْمُؤْمِنٰتِ	بِغَيْرِ	مَا اكْتَسَبُوْا	فَقَدِ	احْتَمَلُوْا	بُهْتَانًا	وَ	اِثْمًا	مُّبِيْنًا
اور	مومن عورتوں کو	بغیر	ان کے کچھ کیے	تو بیشک	اٹھایا انہوں نے	بہتان	اور	گناہ	کھلا

بغیر ان کے کچھ کئے تکلیف دیتے ہیں انہوں نے بے شک بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اُٹھا لیا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ

يٰٓاَيُّهَا	النَّبِيُّ	قُلْ	لِّاَزْوَاجِكَ	وَ	بَنٰتِكَ	وَ	نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ	يُدْنِيْنَ
اے	نبی	فرما دیجئے	اپنی بیویوں سے	اور	اپنی بیٹیوں سے	اور	مسلمان عورتوں سے کہ	لٹکا کر رکھیں

اے غیب بتانے والے نبی معظم ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی

https://t.me/taqviyatuleemaan

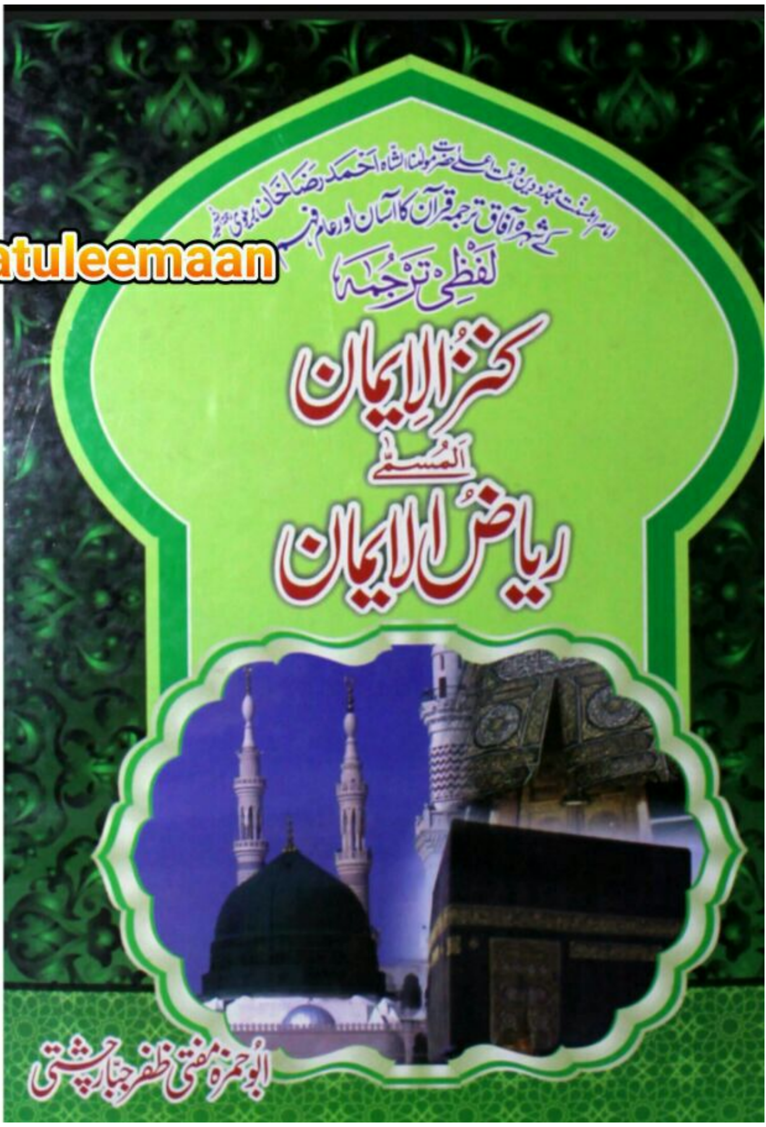

تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ کوئی علمی احاطہ نہیں کر سکتا۔ احاطۂ علمی کی نفی سے مراد ہے ایسے علم کامل کی نفی جو تمام اشیاء کی حقیقت کو محیط ہو۔ علم محیط صرف باری تعالیٰ کی خصوصیت ہے کسی مخصوص چیز کی حقیقت کا کامل علم بطور ندرت ممکن ہے کہ کسی کو ہو جائے لیکن تمام اشیاء کی حقیقت کوئی نہیں جانتا یا علم سے مراد وہ علم غیب ہے جو اللہ کے لئے مخصوص ہے یعنی اللہ کے علم غیب کے کسی حصہ کو کوئی احاطہ کے ساتھ نہیں جانتا۔

اِلَّا بِمَا شَآءَ (ہاں جس چیز کا علم اللہ دینا چاہے) تو اس کو مخلوق کا علم محیط ہوتا ہے اور اسا کم ہے اللہ نے خود ارشاد فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ط وَلَا یُحِیْطُوْنَ میں واؤ حالیہ ہے اور یَعْلَمُ کی ضمیر فاعلی ذوالحال ہے۔ یا واؤ عاطفہ ہے دونوں جملوں کا مجموعہ بتا رہا ہے کہ محیط کل اور ہمہ گیر علم ذاتی اللہ کی خصوصیت ہے اور یہ اللہ کی وحدانیت کا ثبوت ہے اس لئے دونوں جملوں کے درمیان حرف عطف کو ذکر کیا۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے) بیضاویؒ نے لکھا ہے یہ محض تمثیل ہے اللہ کی عظمت کی تصویر کشی مقصود ہے ورنہ واقع میں نہ اللہ کی کرسی ہے اور نہ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کرسی سے مراد علم ہے مجاہدؒ کا بھی یہی قول ہے صحیفۂ علمی کو کراستہ اسی وجہ سے کہتے ہیں بعض علماء کا قول ہے کہ کرسی سے مراد حکومت اور اقتدار ہے موروثی حکومت کو عرب کرس کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر کرسی کا معنی علم یا اقتدار قرار دیا جائے تو آیت لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ کے بعد جملہ مذکورہ کا ذکر بے سود ہوگا (کیونکہ آیت مذکورہ کا ابتدائی حصہ اللہ کے اقتدار پر اور آخری حصہ اللہ کے کمالِ علمی پر دلالت کر رہا ہے)۔

محدثین کا مشہور قول یہ ہے کہ کرسی ایک جسم ہے (جس میں لمبائی، چوڑائی اور موٹائی ہے) بغویؒ کا بیان ہے کہ کرسی (کے مصداق) میں علماء کا اختلاف ہے حسن کا قول ہے کہ کرسی ہی عرش ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرسی عرش کے سامنے قائم ہے اور آیت وَسِعَ الخ کا مطلب یہ ہے کہ کرسی کی وسعت زمین اور آسمان کی وسعت کے برابر ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے کسی بیابان میں کوئی چھلا پڑا ہو اور کرسی سے عرش کی بڑائی (بھی) ایسی ہے جیسے چھلے سے بیابان کی بڑائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے کہ کرسی کے اندر ساتوں آسمان ایسے ہیں جیسے کسی ڈھال میں سات درہم ڈال دیئے جائیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور مقاتل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرسی کے ہر پایہ کا طول ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے برابر ہے کرسی عرش کے سامنے ہے کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں ہر فرشتے کے چار منہ ہیں ان فرشتوں کے قدم ساتویں نچلی زمین کے نیچے پتھر پر ہیں یہ مسافت پانچ سو برس کی راہ کے برابر ہے ایک فرشتہ کی شکل ابوالبشر یعنی حضرت آدمؑ کی طرح ہے جو سال بھر تک آدمیوں کے لئے رزق کی دعا کرتا رہتا ہے۔ دوسرے فرشتہ کی صورت چوپایوں کے سردار یعنی بیل کی طرح ہے۔ چوپایوں کے لئے سال بھر رزق مانگتا رہتا ہے لیکن جب سے گوسالہ کی پوجا کی گئی اس وقت سے اس کے چہرہ پر کچھ خراشیں ہو گئی ہیں تیسرے فرشتہ کی صورت درندوں کے سردار شیر کی طرح ہے جو سال بھر درندوں کے لئے رزق کا طالب رہتا ہے چوتھے فرشتہ کی صورت پرندوں کے سردار یعنی گدھ کی طرح ہے جو پرندوں کے لئے سال بھر رزق کا سوال کرتا رہتا ہے۔

محمد سعد حنفی
Muhammad saad hanfi
9639940768

تفسیر مظہری

جلد دوم

بقیہ سورۂ بقرہ سے سورۂ نساء
پارہ ۳ تا پارہ ۴

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ
تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات
مولانا سید عبد الدائم الجلالی
رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر
دارالاشاعت
اردو بازار کراچی ۱ —— فون ۲۱۳۷۶۸

تفسیر مدارک للنسفی اردو

مدارک التنزیل وحقائق التأویل

جلد دوم

از پارہ 11 تا 20

تالیف:

ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی

(ت ۷۱۰ھ)

حققہ وخرج احادیثہ
یوسف علی بدیوی

اعدہ وقدم لہ
محی الدین دیب مستو

مترجم
استاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدین مدظلہ

فقہ حنفی کی مشہور تفسیر کا مستند اردو ترجمہ جس میں الفاظ قرآنی کی لغوی و شرعی [illegible] کے [illegible] میں قراء کرام کے اقوال عربی ضرب الامثال کا ذکر۔ ملحدین کے اعتراضات کے جوابات اور احکام قرآنی کا فقہی استنباط اور متقدمین کے اقوال سے استدلال ہے۔

مکتبۃ العلم
۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان
Ph:37211788 - 37231788

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

آپ فرما دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمینوں میں جو بھی چیزیں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور یہ لوگ علم نہیں رکھتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۞٦٥ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۣ

کہ کب زندہ کئے جائیں گے، بلکہ بات یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم نیست و نابود ہو گیا، بلکہ یہ لوگ اس کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں،

بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۞٦٦

بلکہ یہ اس کی طرف سے اندھے ہیں،

۶۵: قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (آپ کہہ دیں آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے کوئی غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں جانتا)۔ نحو: مَنْ يَعْلَم کا فاعل ہے۔ الغیب مفعول ہے۔ اللّٰہ یہ مَن سے بدل ہے۔ الغیب۔ ھو مالم یقم علیہ دلیل اطلع علیہ مخلوق۔ وہ جس کے ثبوت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور نہ اس کی اطلاع مخلوق کو ہو۔ مطلب یہ ہے۔ لا یعلم احدٌ الغیب الا اللّٰہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے۔ کہ وہ ان میں سے ہو جو آسمان و زمین میں ہیں۔ لیکن بنی تمیم کی لغت کے مطابق آیا ہے۔ کہ مستثنیٰ منقطع کو متصل کی جگہ لاتے ہیں اور مستثنیٰ منقطع میں نصب و بدل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ متصل میں ہوتا ہے اور وہ بولتے ہیں۔ مافی الدار احدٌ الاحمار۔

فرمان عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

جس کا یہ گمان ہو کہ وہ کل کی بات جانتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰہ۔

ایک قول یہ ہے

یہ آیت ان مشرکین کے متعلق اتری جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کیا۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ (اور وہ نہیں جانتے)۔ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ۔ (ان کو کب اٹھایا جائے گا)۔

۶۶: بَلِ ادّٰرَكَ (بلکہ پورا ہو گیا)۔ قراءت: ادّٰرک مکی بصری یزید و مفضل نے پڑھا ہے۔ اس کا معنی پورا ہوا اور مکمل ہو لیا ہے اس صورت میں ادرکت الفاکھۃ سے لیا گیا ہے یعنی پک کر تیار ہو گیا۔ اعشیٰ نے بل ادرك بروزن افتعل پڑھا ہے۔ دیگر قراء نے بل ادارك پڑھا جس کا معنی انحکم اور اس کی اصل تدارک ہے۔ تاء کو دال میں ادغام کیا گیا اور الف وصل کو بڑھا دیا تا کہ پڑھ سکیں۔ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (ان کا علم آخرت کے متعلق)۔ آخرت اور اس کے متعلقہ چیزوں کے متعلق۔ مطلب یہ ہے کہ

محمد سعد حنفی Muhammad saad hanfi
9639940768

وحی غیب ہے

جو وحی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کی گئی ہے اُس کو قرآن کریم نے بھی غیب کہا ہے: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (اے محبوب) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں
(پ۳ سورہ آل عمران)

فائدہ

آیت میں رب نے غیب کا تعین فرما کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علم غیب کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہیئے آج تک کسی عالم یا مفسر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا استعمال نہیں کیا اس لئے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے اسمائیں سے ہے لہٰذا یہ صفت مخلوق پر استعمال کرنے سے شرک فی الاسما ہوگا اسی لئے حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک ہے۔

[..]انوں سے اپیل

غیبی باتوں کا بتانا ایک کمال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں بہت سے افراد و اشیا کو عطا فرمایا۔ فقیر نے چند شواہد [..]کئے اور قاعدہ ہے کہ ہر کمال جسے ملا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ملا [..] ورنہ مخالفین اتنا تو مانتے ہیں کہ ہر صاحب کمال سے آپ کا مرتبہ اوّل ہے کیونکہ سہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی لئے لازماً ماننا چاہیئے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علوم غیبیہ کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں

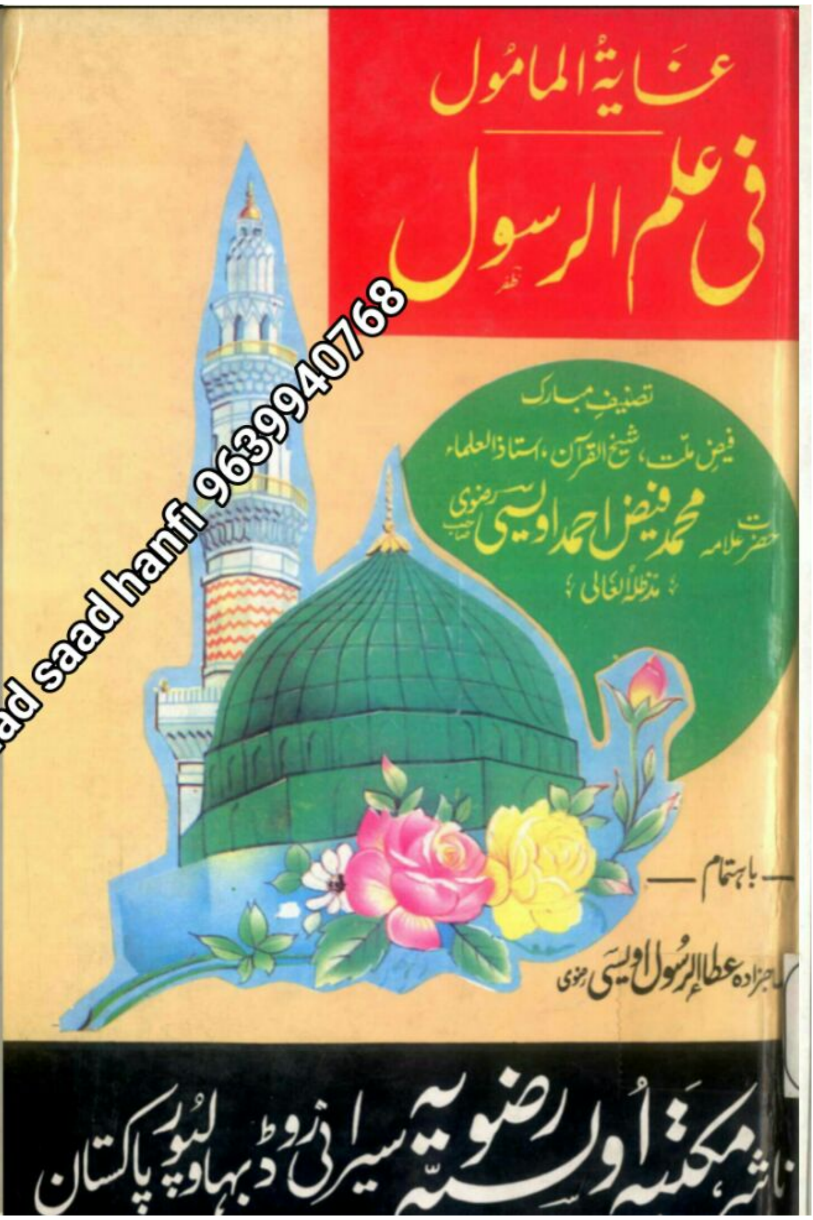

Muhammad saad hanfi 9639940768
محمد سعد حنفی

تینوں میں غلط فہمی ایک ف[1] تو یہی سماع موتے کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں اور اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے۔

دوسرے ف[2] معراج جسدی کے بارہ میں انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں مافقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہ گیا حالانکہ آپ معراج منامی کے بارہ میں فرمارہی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی اسوقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھیں اُسے اُس پر محمول کرنا سراسر غلط فہمی۔

تیسرے ف[3] علم مافی الغد کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی الغد تھا وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے۔ خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے اس کی تصریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے کردی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔ ع ا

عرض۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ میں عِنْدَ کس سے ظرف ہے۔

ارشاد۔ رَاٰهُ کی ضمیر فاعل سے اور جن لوگوں نے اس سے مراد رویت

ف[1] سماع موتٰی میں حضرت عائشہ کس سماع کا انکار فرماتی ہیں۔
ف[2] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس معراج سے انکار فرماتی ہیں۔
ف[3] علم مافی الغد کے بارے میں حضرت عائشہ کس علم کا انکار فرماتی ہیں۔

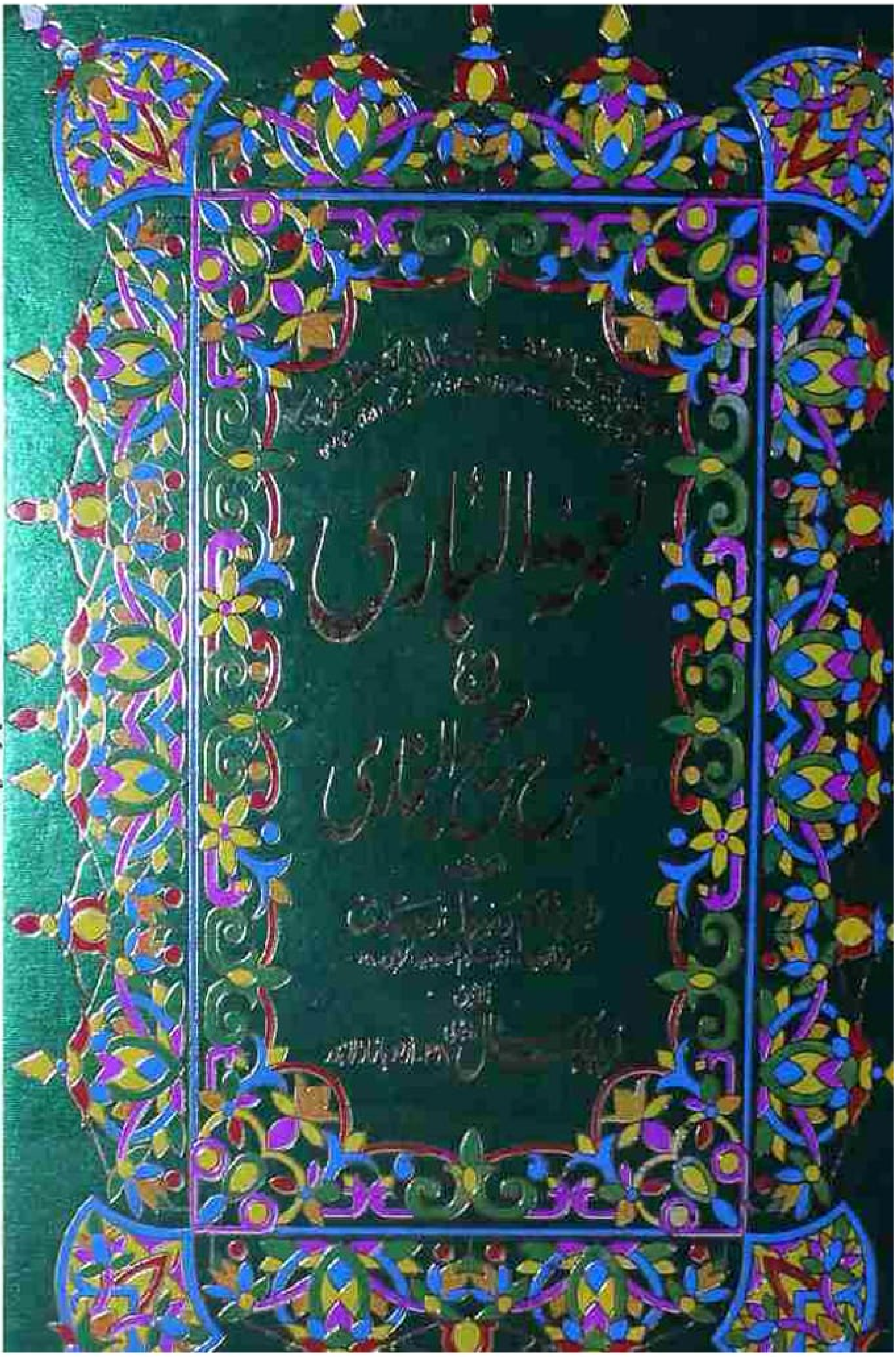

Marfat.com

علوم تمام مخلوق کے علوم سے بہت زیادہ ہیں' اعلیٰ حضرت کی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ "یعلم الغیب" وارد ہے" کما فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح للملا علی القاری" بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے: "کان یعلم علم الغیب" مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔ کشاف میں ہے: "المراد به الخفی الذی لا ینفذ فیه ابتداء الا علم اللطیف الخبیر ولهذا لا یجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب" (غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جس میں ابتداء صرف اللہ تعالیٰ کا علم نافذ ہوتا ہے' اس لیے مطلقاً یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص غیب کو جانتا ہے)۔

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور اقدس ﷺ قطعاً بے شمار غیوب و ما کان و ما یکون کے عالم ہیں' مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا' جس طرح حضور اقدس ﷺ قطعاً عزت و جلالت والے ہیں' تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل نہ ہے نہ ہو سکتا ہے' مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں' بلکہ اللہ عزوجل و محمد ﷺ۔ غرض صدق و صورت معنی و جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی' امام ابن المنیر اسکندری "کتاب الانتصاف" میں فرماتے ہیں: "کم من معتقد لا یطلق القول به خشیة ایهام غیره مما لا یجوز اعتقاده فلا ربط بین الاعتقاد والاطلاق" "کتنے عقائد ایسے ہیں جن کا مطلقاً قول نہیں کیا جاتا' مبادا ان سے غیر کا وہم کیا جائے' جن کا اعتقاد جائز نہیں ہے' اس لیے کسی چیز کا اعتقاد رکھنے اور اس کا اطلاق کرنے میں کوئی تلازم نہیں ہے" یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطاء کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہٗ "حواشی کشاف" میں فرماتے ہیں: "وانما لم یجز الاطلاق فی غیره تعالی لانه یتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فیکون منا قضا واما اذا قید وقیل اعلمه الله تعالی الغیب او اطلعه علیه فلا محذور فیه" "اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے علم غیب کا اطلاق کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ علم کا تعلق ابتداء ہے' تو یہ قرآن مجید کے خلاف ہو جائے گا' لیکن جب اس کو مقید کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے' یا اس کو غیب پر مطلع فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

(حاشیہ کشاف بر کشاف ج ۱ ص ۱۲۸' مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی' ۱۳۸۵ھ' مصر' ۱۳۸۵ھ' فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۱' مطبوعہ دار العلوم امجدیہ کراچی)

نیز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

علم ما فی الغد (کل کا علم) کے بارہ میں ام المؤمنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی الغد تھا (کل کا علم تھا) وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے' علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی خبر کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تصریح "حاشیہ کشاف" پر میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے' یقیناً کافر ہے۔ (ملفوظات ج ۳ ص ۴۰۴' مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی)

تفسیر مظہری

جلد نہم

سورۂ نمل سے سورۂ یٰسین تک
پارہ ۱۹ رکوع ۱۵ تا پارہ ۲۳ رکوع ۴

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ

تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات

مولانا سید عبدالدائم الجلالی
رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر
دارالاشاعت
اردو بازار کراچی ۱ — فون ۲۱۳۷۶۸

بہتر ورنہ اس کو قتل کر دوں گا اس شخص نے توبہ کی اور معافی مانگی تو قتل ہونے سے بچ گیا۔

(تحفظ ناموس رسالت ص 292)

اگر سرکار کی ایک پسند کو محض ناپسند کرنے کے باعث فقہاء ایسے شخص کو کافر قرار دیتے ہیں تو ایسا شخص جو نبی علیہ السلام کے قانون کو صرف ناپسند ہی نہ کرے بلکہ اسے ظالمانہ، خلاف انسانیت اور کالا قانون قرار دے ایسا شخص مسلمان کیسے رہ سکتا ہے؟ یونہی علمائے کرام نے یہ تصریح بھی فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص نبی علیہ السلام کے بال مبارک کو تصغیر کے صیغے کے ساتھ شعیر کہے وہ بھی کافر ہے۔ یونہی اگر کوئی شخص حضور ﷺ کی چادر مبارک یا آستین مبارک کو میلا کہہ ڈالے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (تحفظ ناموس رسالت ص 285)

غور فرمائیں! چادر کو میلا کہنا اگر کفر ہے تو رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ قانون آپ کے مبارک فیصلوں اور قرآن وسنت کے صریح قانون کو "کالا قانون" کہنے والا کافر کیوں نہ ہوگا۔

ایہام گستاخی بھی گستاخی ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر صاحب گورنر کے مذکورہ قبیح کلمات میں "**احتمال**" کی تاویل کرتے ہوئے گورنر کو کفر سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اگر ڈاکٹر صاحب گورنر کے جملوں کو **احتمال اہانت** پر محمول کریں تو بھی عرض ہے کہ گورنر

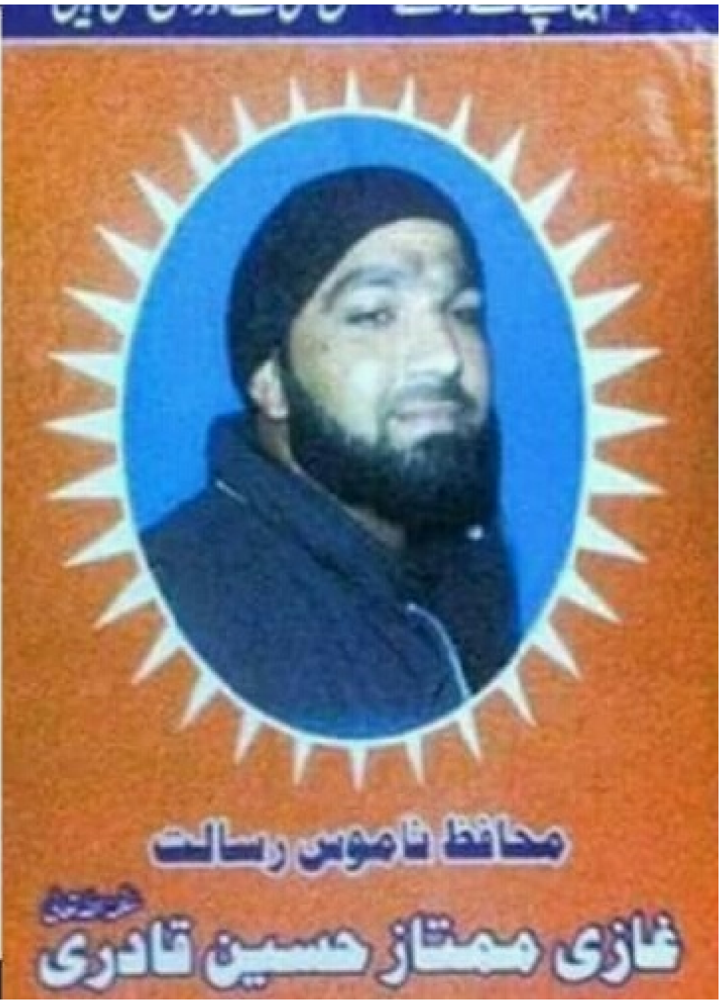

اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے ماتحت ہے "گفتہ اند کہ منع آنحضرت ازیں قول بجہت آں است کہ درروے اسنادِ علم غیب است بہ آنحضرت پس آنحضرت را ناخوش آمد و بعضے گویند کہ بجہت آں است کہ ذکر شریف وے درا شنا لہو مناسب نہ باشد" شارحین نے کہا ہے کہ حضور علیہ السلام کا اس کو منع فرمانا اس لیے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور کی طرف ہے۔ لہٰذا آپ کو ناپسند آئی۔ اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں ؛

(۲) مدینہ پاک میں انصار باغوں میں نر درخت کی شاخ مادہ درخت میں لگاتے تھے تاکہ پھل زیادہ دے۔ اس فعل سے انصار کو حضور علیہ السلام نے منع فرمایا (اس کام کو عربی میں تلقیح کہتے ہیں) انصار نے تلقیح چھوڑ دی۔ خدا کی شان پھل گھٹ گئے۔ اس کی شکایت سرکار دو عالم کی خدمت میں پیش ہوئی۔ تو فرمایا انتم اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ اپنے دنیاوی معاملات تم خوب جانتے ہو۔ معلوم ہوا کہ آپ کو یہ علم نہ تھا کہ تلقیح روکنے سے پھل گھٹ جاویں گے۔ اور انصار کا علم آپ سے زیادہ ثابت ہوا ؛

جواب - حضور علیہ السلام کا فرمانا اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ اظہار ناراضی ہے کہ جب تم صبر نہیں کرتے تو دنیاوی معاملات تم جانو جیسے ہم کسی سے کوئی بات کہیں اور وہ اس میں کچھ تامل کرے تو کہتے ہیں بھائی تو جان۔ اس سے نفی علم مقصود نہیں ؛

شرح شفا ملا علی قاری بحث معجزات میں فرماتے ہیں وَخَصَّہُ اللّٰہُ بِالْاِطِّلَاعِ عَلٰی جَمِیْعِ مَصَالِحِ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ وَاسْتُشْکِلَ بِاَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَجَدَ الْاَنْصَارَ یُلَقِّحُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ لَوْ تَرَکْتُمُوْہُ فَتَرَکُوْہُ فَلَمْ یَخْرُجْ شَیْئًا اَوْ خَرَجَ شَیْصًا فَقَالَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ قَالَ الشَّیْخُ السَّنُوْسِیُّ اَرَادَ اَنْ یَّحْمِلَہُمْ عَلٰی خَرْقِ الْعَوَائِدِ فِیْ ذٰلِکَ اِلٰی بَابِ التَّوَکُّلِ وَاَمَّا ھُنَاکَ فَلَمْ یَمْتَثِلُوْا فَقَالَ اَنْتُمْ اَعْرَفُ بِدُنْیَاکُمْ وَلَوِ امْتَثَلُوْا وَتَحَمَّلُوْا فِیْ سَنَۃٍ اَوْ سَنَتَیْنِ لَکُفُوْا اَمْرَ ھٰذِہِ الْمِحْنَۃِ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام دینی و دنیاوی مصلحتوں پر مطلع فرمانے سے خاص فرمایا۔ اس پر یہ اعتراض ہے کہ حضور نے انصار کو درختوں کی تلقیح کرتے ہوئے پایا۔ تو فرمایا کہ تم اس کو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا۔ انھوں نے چھوڑ دیا تو کچھ پھل ہی نہ آیا یا ناقص آیا تو فرمایا کہ اپنے دنیاوی معاملات تم جانو۔ شیخ سنوسی نے فرمایا کہ آپ نے چاہا تھا کہ ان کو خلاف عادت کام کرکے بابِ توکل تک پہنچا دیں انھوں نے نہ مانا تو فرمادیا۔ کہ تم جانو۔ اگر وہ یہ مان جاتے اور دو ایک سال نقصان برداشت کرلیتے تو اس محنت سے بچ جاتے ؛

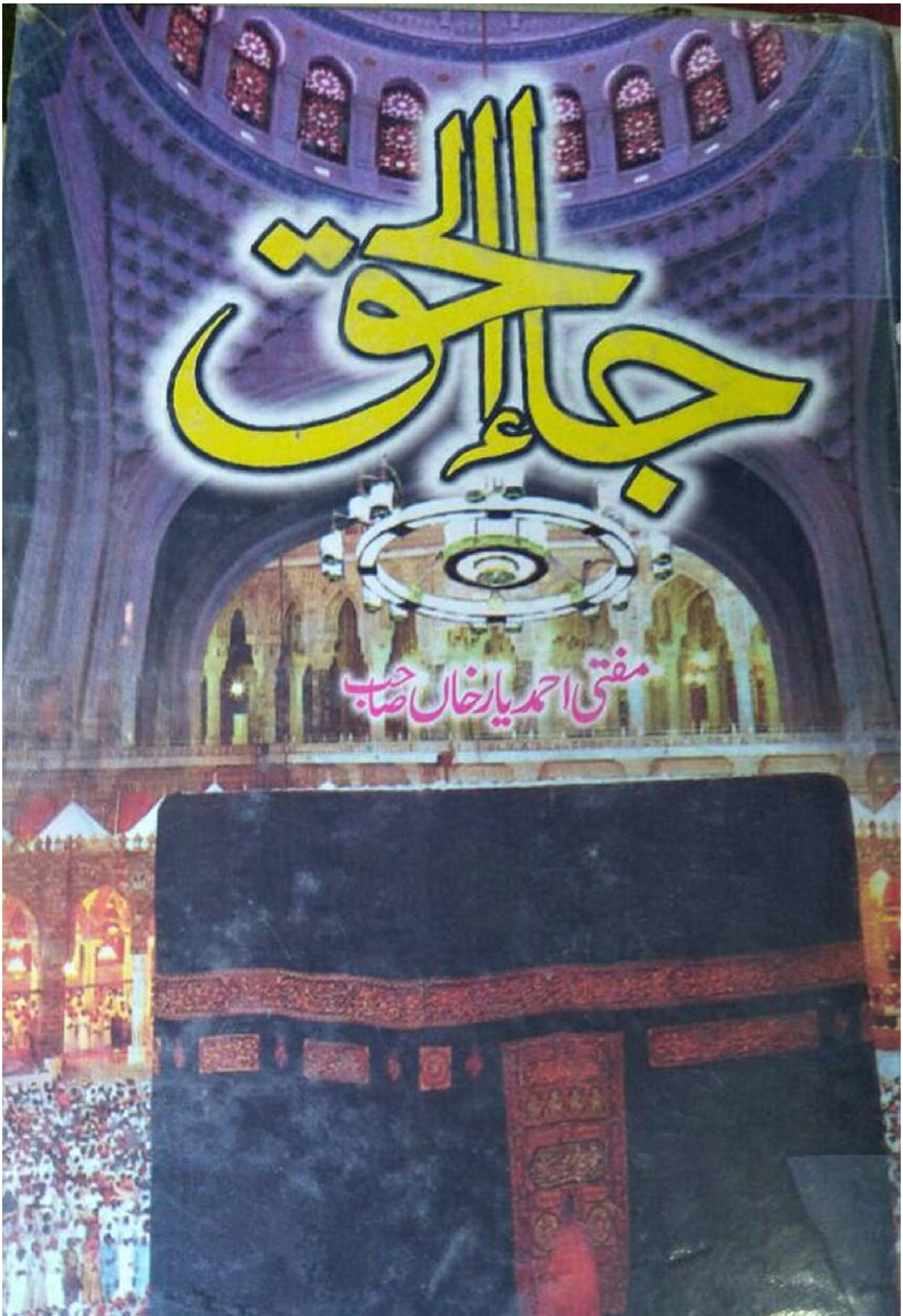
جاء الحق
مفتی احمد یار خاں صاحب
جسیم بکڈپو
پرائیویٹ لیمیٹیڈ
جامع مسجد دہلی